Biannual Research Journal
AL-IDAH
Published by
SHAYKH ZAYED ISLAMIC CENTRE
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PESHAWAR PAKISTAN
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
OPEN ACCESS
الإيضاح
شیخ زاید مرکز اسلامی
www.al-idah.pk
JUL -DEC 2021
VOL:39 ISSUE:2

کرونا وائرس–تدارک کے چند اہم دینی پہلو

Corona Virus – Some Important Religious Aspects of its Prevention

Issue: http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/issue/view/35

URL: *http://www.al-idah.pk/index.php/al-idah/article/view/754.*

Article DOI: *https://doi.org/10.37556/al-idah.039.02.0754*

Author(s): Abrar Hussain

Lecturer (Islamic Studies) Peshawar Medical College Email: abrarhussain.73@gmail.com

Mufti Muhammad Yahya

Jamia Usmania, Peshawar Email: yahyausmani@gmail.com

Najib Ul Haq

Dean, Peshawar Medical College Email: professornajib@yahoo.com

Citation: *Abrar Hussain, Mufti Muhammad Yahya and Najib Ul Haq 2021. Corona Virus – Some Important Religious Aspects of its Prevention. Al-Idah . 39, - 2 (Dec. 2021), 222 - 245.*

Received on: **08 – April - 2021**
Accepted on: **20 – Sep - 2021**
Published on: **24 – Dec - 2021**

Publisher: *Shaykh Zayed Islamic Centre, University of Peshawar, Al-Idah – Vol: 39 Issue: 2 / July – Dec 2021/ P. 222 - 245.*

cc BY
Islamic Research Index
Crossref
DOAJ DIRECTORY OF OPEN ACCESS JOURNALS
INTERNATIONAL Scientific Indexing
INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL

Abstract:
The issue of religious rituals like congregational prayers (Salah with Jamaat) in Masajid is being extensively discussed during the pandemic of COVID-19. The suspension of religious congregations in the current scenario so as to ensure social (physical) distancing and the permission of praying (Salah) at home is discussed in the light of Islamic teachings. The discussion is mostly based on the Shariah view on human values whereby opting out safety especially in the wake of infectious diseases / pandemics. The references are primarily taken from Qura'n and Sunnah and Islamic Jurisprudence (Fiqh).
Key Words: *human life, difficulty, harm, Masjid, infectious*

کرونا وائرس کے بارے میں آج کل بے شمار سچی اور جھوٹی اطلاعات گردش میں ہیں اور ساتھ ہی کئی حوالوں سے بحثیں بھی ہو رہی ہیں۔ ان میں ایک اہم بحث عبادات اور خاص کر نماز با جماعت کے بارے میں بھی ہے۔ اس مضمون میں اس بحث کے چند پہلوؤں کے احاطے کی کوشش کی گئی ہے اور ساتھ ہی مرض کی نوعیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے تاکہ فیصلہ کرنے میں آسانی پیدا کی جاسکے۔

مرض کی نوعیت:

جہاں تک اس مرض کا تعلق ہے تو اب یہ حقیقت بالکل واضح ہو چکی ہے کہ یہ ایک جان لیوا مرض ہے اور خاص کر بڑی عمر اور کم قوت مدافعت والے لوگوں میں زیادہ اموات کا سبب بنتا ہے۔ یہ سانس کے ذریعے پھیلتا ہے اور مریض کے کھانسنے اور چھینک کی صورت میں قریبی موجود افراد متاثر ہو سکتے ہیں۔ مرض کے جراثیم جسم کے کسی بھی حصے (ہاتھوں، منہ وغیرہ)، کپڑوں اور استعمال کی دوسری اشیاء پر بھی لگ سکتے ہیں اور ان سے اگر ہاتھ آلودہ ہو جائیں اور ان سے منہ یا ناک کو چھوا جائے تو یہ بھی بیماری کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس طرح اس کا پھیلاؤ بہت تیزی سے ہو سکتا ہے اور یہی اس کے وبا بننے کا سبب بھی ہے۔[۱]

اس کے تدارک میں تین کام سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں:[۲]

اول: کھانسی اور چھینک کی صورت میں منہ اور ناک کو ٹشو یا کپڑے سے ڈھانک دیں اور بعد میں اس کو تلف کر دیں۔

دوم: ہاتھ دن میں کئی بار صابن سے کم از کم بیس سیکنڈ کے لیے دھوئیں اور ہاتھ منہ اور ناک کو نہ لگائیں۔

سوم: دوسرے لوگوں سے کم از کم ایک میٹر کا فاصلہ رکھیں اور ان سے ہاتھ ملانے یا گلے ملنے سے گریز کریں۔

یہ مرض نہ صرف مریض کی اپنی جان کے لیے خطرہ ہے بلکہ دوسروں کی جان کے لیے بھی خطرے کا باعث ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اگر مریض کی قوت مدافعت اچھی ہو تو وہ مرض سے جلد صحت یاب ہو جائے لیکن اسی مریض سے اگر یہ وائرس کسی دوسرے معمر شخص یا ایسے شخص کو لگ جائے جس کی قوت مدافعت کمزور ہو تو یہ ایسے افراد کی موت کا قوی سبب بن سکتا ہے۔

اسلامی احکام کا عمومی مزاج بیماری میں علاج کو سنت اور بعض صورتوں میں واجب سمجھتا ہے۔ علاج انفرادی سطح پر بھی ہو گا اور اجتماعی سطح پر بھی۔ اس وقت تک کرونا وائرس کا مکمل علاج دریافت نہیں ہوا البتہ ویکسین کافی حد تک اس کے تدارک میں مفید ثابت ہوئی ہے۔ اجتماعی علاج میں سب سے اہم ہر سطح پر سماجی دوری ہے کیونکہ جن لوگوں کو شدید بیماری ہو اور ان کو مصنوعی تنفس (ventilator) کی ضرورت پڑ جائے تو ان کی موت کا امکان بہت زیادہ ہوتا ہے۔

شرعی نقطہ نظر کی بنیاد:

شریعت کی بنیاد "تحفظ" پر رکھی گئی ہے اور فقہاء کرام نے پانچ چیزوں کو "مقاصد شریعہ" کے تحت بیان کیا ہے۔

ان میں تحفّظ دین، تحفّظ نفس (جس میں آبرو کا تحفّظ بھی شامل ہے)، تحفّظ نسل، تحفّظ عقل اور تحفّظ مال شامل ہیں۔ انسان جو بھی کام کرتا ہے وہ ان میں سے کم از کم کسی ایک کے تحفّظ پر منتج ہونا چاہیے وگرنہ اسے اپنے کام کا دوبارہ جائزہ لینا بہتر ہو گا۔

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اسلام میں انسان کی بحیثیت انسان بہت بڑی قدر و قیمت ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ایک انسان کی جان بچانے کو گویا پوری انسانیت کی جان بچانے سے تعبیر کرتے ہیں:

(-- مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا --)[۳]

ترجمہ: "جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا تو اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی کی زندگی بچائی اُس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے کعبے کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا:

"(اے کعبہ) تو کتنا خوبصورت ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے! قسم ہے اس ذات کی جس میں محمدؐ کی جان ہے! مؤمن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مؤمن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے"[۴] اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا کا ختم ہو جانا بھی کسی شخص کے قتل ناحق سے ہلکا ہے"[۵]

پس یہ بالکل واضح ہے کہ انسانی جان کی حفاظت و تکریم اور اس کو ہر حال میں ضرر و تکلیف سے بچانا تمام مسلمانوں کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے۔

یہی وہ بنیاد ہے کہ شریعت مشکل حالات میں انسانی جان کے تحفظ اور اس کو ضرر سے بچانے کے اصول و قواعد تجویز کرتی ہے۔ ان میں "ضرورت و رخصت"، "ضرر"، "سدّ ذرائع" اور متعلقہ دوسرے قواعد شامل کیے جا سکتے ہیں۔ یہاں یہ بات جان لینی چاہیے کہ شریعت کے احکام دو طرح سے ہیں یعنی اوامر اور نواہی۔ اور ان احکامات کو کرنے یا ان سے رُکنے کے لیے اٹھائی جانے والی مشقت کی فقہاء کرام نے شدّت کی بنیاد پر تین سطحی درجہ بندی کی ہے:[۶]

۱۔ مشقت عظیمہ: ایسا ضرر (یا تکلیف) جو شدّت کے اعتبار سے انسانی زندگی یا بقائے حیات کے لئے ضروری اعضاء (Vital Organs) مثلاً دل، گردے، پھیپھڑے یا دماغ وغیرہ کے لئے خطرہ ہو۔ ایسی تکلیف (ضرر) میں انسانی جان بچانے کے لیے حلال ذرائع کی غیر موجودگی میں نہ صرف حرام اشیاء کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے بلکہ اس کے استعمال کو واجب کہا گیا ہے[۷،۸] کیوں کہ ایسا نہ کرنے سے جان و مال کو شدید خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔[۹]

۲۔ **مشقت متوسطہ**: ایسا ضرر (یا تکلیف) جس میں شدید تکلیف تو ہو مگر جان لیوا نہ ہو۔ اس میں رخصت بھی لے سکتے ہیں مگر عزیمت بھی اختیار کر سکتے ہیں۔

۳۔ **مشقت خفیفہ**: وہ ضرر (یا تکلیف) جو بہ آسانی قابل برداشت ہو۔اس میں رخصت یا نرمی کی اجازت نہیں دی جاتی۔[۱۰]

اس کے علاوہ انفرادی اور اجتماعی مفاد اور ضرر کی روک تھام کی بنیاد پر بھی مشقّت کو مخصوص نقطہ نظر سے دیکھا جاتا ہے۔حالات کے اعتبار سے معاملات میں فیصلوں کے لیے ''عرف'' اور مسلمان معاشرے پر فیصلوں کے دور رس اثرات کو دیکھنا بھی بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ مشکل حالات میں عمومی اصولوں اور قواعد سے ہٹ کر کسی کام کی اجازت دینے یا نہ دینے کے فیصلے کی عمومی بنیاد بھی انسانی جان کا تحفظ ہے جو پانچ مقاصد شریعہ میں دوسرا اہم مقصد ہے۔

اس مسئلے کا شرعی نقطہ نظر سے جائزہ لیتے وقت دینی احکام کی شرعی حیثیت (فرض/واجب، سنت یا نفل) کے ساتھ ساتھ ان تمام حقائق کا خیال رکھنا بھی ضروری ہوگا جن کا ''مرض کی نوعیت'' کے عنوان میں ذکر ہوا ہے۔اس بات کو بھی پیش نظر رکھا جائے کہ مشقت و ممنوعات میں عمومی طور پر ''اضطرار'' کا اصول لاگو ہوتا ہے جب کہ عبادات میں عام طور ''یسر'' یعنی آسانی اور رخصت کے اصول کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے جیسے نماز، روزے اور سفر وغیرہ میں۔

کرونا وائرس سے پیدا شدہ موجودہ حالات میں ''باجماعت نمازوں کے لیے مساجد میں جانا، دینی اجتماعات میں شامل ہونا اور اس سلسلے میں حکومتی اقدامات کی تعمیل کرنا'' جیسے مسائل پر مختلف آراء سامنے آرہی ہیں۔

قابلِ تحقیق مسئلہ:

کرونا وائرس سے پیدا شدہ موجودہ حالات میں درج ذیل شرعی معاملات میں کافی حد تک شرعی ماہرین کے درمیان اتفاق پایا جارہا ہے:

۱۔ مصافحہ کا عمل ترک کرکے اور آپس میں اطباء کی ہدایت کے مطابق فاصلے رکھ کر صرف زبانی سلام پر اکتفاء۔

۲۔ معانقہ کی جائز صورتوں سے بھی گریز۔

۳۔ اطباء کی تلقین کردہ احتیاطی تدابیر پر عمل شرعی ذمہ داری ہے۔

۴۔ حکومتی ہدایات پر عمل درآمد اور اختلاط کو کم کرنے کے لیے مساجد میں اجتماع کے دورانیے کو کم سے کم کرنا، اسی غرض سے سنتیں گھروں میں پڑھنا اور فرض نماز کے بعد مسجد فوراً خالی کر دینا۔

۵۔ مریض یا مریض کے تیماردار یا مرض کی علامات کے حامل افراد کے مساجد میں داخلے پر پابندی۔

لیکن ان اتفاقی صورتوں کے بعد ایک اختلافی صورت علمی حلقوں میں بہت زیادہ مباحثہ کا موضوع بنی ہوئی ہے کہ کیا حکومت عوام الناس کو مساجد میں جانے سے روک سکتی ہے یا مساجد کو بند کر سکتی ہے؟

اس مضمون میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس وبائی بیماری کے بارے میں اب تک کی ملنے والی معتبر طبّی معلومات کے تناظر میں "باجماعت نمازوں کے لیے مساجد میں جانے، دینی اجتماعات میں شامل ہونے اور اس سلسلے میں حکومتی اقدامات کی تعمیل کرنے" جیسے مسائل کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں واضح حل تجویز کیا جائے۔

ان مسائل کے بارے میں دو رائے پائی جاتی ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ حکومت کسی صورت میں بھی باجماعت نماز پر پابندی نہیں لگا سکتی اور ان حضرات کی تقریباً ایسی ہی رائے (مگر کم شدت سے) دینی اجتماعات کے بارے میں بھی ہے جب کہ دوسری رائے کے مطابق حکومت نہ صرف ایسا کر سکتی ہے بلکہ اس کے نفاذ کے لیے طاقت بھی استعمال کر سکتی ہے کیونکہ یہ انسانی جان کے بچاؤ اور مفاد عامہ کا معاملہ ہے۔

پہلی رائے اور اس کے دلائل:

اس رائے والے بنیادی طور پر قرآن و سنت سے ثابت باجماعت نماز کی اہمیت اور قرآن[۱۱] اور احادیث میں حالت جنگ میں بھی صلوۃ خوف کی ادائیگی اور مساجد میں اللہ کا نام لینے سے روکنے والوں پر وعید[۱۲] کو دلیل بناتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالی ہے:

> (وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ) ترجمہ: "اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی مسجدوں پر اس بات کی بندش لگا دے کہ ان میں اللہ کا نام لیا جائے، اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ان (مسجدوں) میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور انہی کو آخرت میں زبردست عذاب ہوگا"

علامہ رازی رحمہ اللہ و دیگر مفسرین رحمہم اللہ نے مساجد کو بند کرنے یا نمازیوں کو روکنے کو اس آیت کا مصداق قرار دیا ہے جو کہ اس آیت کی رو سے ظلمِ عظیم ہے۔[۱۳]

ان حضرات کا یہ بھی استدلال ہے کہ اسلامی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ ایسے حالات میں حاکم وقت نے لوگوں کو مساجد میں جانے سے منع کیا ہو یا علماء وقت نے ایسا کوئی فیصلہ کیا ہو۔اسی کی تائید میں وہ خلیفہ ثانی کے دور میں ایک علاقے میں طاعون کی وبا کے باوجود لوگوں کو مساجد میں جانے سے منع کرنے کی کسی صریح مثال کے نہ ہونے کو بھی دلیل بناتے ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اُردن میں طاعون میں مبتلا ہوئے تو جتنے مسلمان وہاں تھے ان کو بلا کر ان سے فرمایا:

> ”میں تمہیں ایک وصیت کر رہا ہوں اگر تم نے اسے مان لیا تو ہمیشہ خیر پر رہو گے اور وہ یہ ہے کہ نماز قائم کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، زکاۃ ادا کرو، حج و عمرہ کرو، آپس میں ایک دوسرے کو (نیکی کی) تاکید کرتے رہو اور اپنے امیروں کے ساتھ خیر خواہی کرو اور ان کو دھوکا مت دو اور دنیا تمہیں (آخرت سے) غافل نہ کرنے پائے؛ کیوں کہ اگر انسان کی عمر ہزار سال بھی ہو جائے تو بھی اسے (ایک نہ ایک دن) اس ٹھکانے یعنی موت کی طرف آنا پڑے گا جسے تم دیکھ رہے ہو۔اللہ تعالیٰ نے تمام بنی آدم کے لیے مرنا طے کر دیا ہے، لہٰذا وہ سب ضرور مریں گے اور بنی آدم میں سب سے زیادہ سمجھ دار وہ ہے جو اپنے ربّ کی سب سے زیادہ اطاعت کرے اور اپنی آخرت کے لیے سب سے زیادہ عمل کرے“[۱۴]

دوسری رائے اور اس کے دلائل:

دوسری رائے رکھنے والے نماز خوف میں یہ نکتہ بتاتے ہیں کہ اس میں بھی سب کو ایک ہی وقت میں نماز باجماعت پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ دو گروپ بنا کر ایک کو نماز پڑھنے اور دوسرے کو لڑائی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے اور کمزوری کی صورت میں سواری پر ہی نماز کی اجازت دی گئی اور لوگوں کو موقع چھوڑ کر مسجد جانے کا حکم بھی نہیں دیا گیا۔اس سے حالت خوف میں چھوٹی ٹولیوں اور مسجد کے بغیر بھی نماز پڑھنے کا جواز ملتا ہے۔ان آیات میں بیان کردہ حالت کی علّت کا بھی موجودہ صورتحال سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ ایک ظاہر اور معلوم دشمن سے دوبدو مقابلہ تھا جس میں جان کا خوف تھا جب کہ یہاں دشمن

معلوم ہونے کے باوجود "غائب" ہے۔ وہاں افراد کی اپنی جان کا معاملہ تھا جب کہ یہاں معاملہ مختلف ہے اور دوسروں کی زندگیاں بھی داؤ پر لگی ہیں۔ وہ دشمن سے جنگ کا خوف تھا اور یہ وائرس کے پھیلاؤ کا خوف ہے جس سے عام لوگوں کی جان کو خطرہ ہے۔ اور اس آیت (فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ) ترجمہ: "پس اگر خطرے کی حالت ہو تو پیدل یا سوار جس صورت میں ادا کر سکو نماز ادا کرو پس جب خطرہ دور ہو جائے تو اللہ کو اس طریقہ پر یاد کرو جو اس نے تم کو سکھایا ہے جس کو تم نہیں جانتے تھے"[۱۵] سے یہ بھی استدلال کیا جا سکتا ہے کہ خطرہ ختم ہونے کے بعد ہی معمول کی نماز بحال کی جائے گی۔

مساجد کو بند کرنے پر وعید کے بارے میں ان حضرات کا موقف یہ ہے کہ موجودہ صورت حال میں اجتماعی مفاد اور ضرورت کے پیش نظر متعلقہ آیت کو مسجد میں جانے کی وقتی ممانعت پر منطبق نہیں کیا جا سکتا۔ اور یہ بھی کہ سورہ بقرہ کی اس آیت میں مساجد سے روکنے اور مسجد کو خراب و برباد کرنے والوں سے مراد وہ عیسائی ہیں جنہوں نے یہودیوں کو بیت المقدس میں نماز سے روکا اور مسجد کو نقصان پہنچایا اور یا وہ مشرکین مکّہ ہیں جو مسلمانوں کو خانہ کعبہ میں عبادت سے روکتے تھے۔ اس سے وہ ظاہری مسلمان بھی مراد ہو سکتے ہیں جو بری نیت سے کسی کو مسجد آنے سے اور اس میں عبادت کرنے سے روکیں یا مسجد کو ڈھائیں اور نقصان پہنچائیں۔ آجکل تو کئی ممالک میں مساجد انتظامی ضرورت یا کسی اور معقول وجہ سے نماز کے بعد بند کر دی جاتی ہیں تو کیا ایسے لوگ بھی اس زمرے میں آئیں گے؟ وقتی طور پر ضرورت و مصلحت کے وجہ سے مساجد بند کرنے والا ہرگز ظالم نہیں ہے۔ خانہ کعبہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے بند ہے جبکہ اس میں خود آپ ﷺ نے نماز ادا کی ہے اور ہر مسلمان اس میں نماز پڑھنے کی خواہش رکھتا ہے مگر عملی مشکلات اور فتنے کے خطرے کے ڈر سے اس کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔

دوسری رائے رکھنے والے انسانی جان کی حرمت، اس کے بچاؤ کی خاطر حرام کی وقتی طور پر اجازت[۱۶] اور بہت سی ایسی احادیث جن میں نسبتاً بہت کم درجہ کی مشقت کی وجہ سے مسجد میں نہ جانے کا جواز ثابت ہوتا ہے، سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ ان خطرناک حالات میں تو بدرجہ اولی اس کی اجازت ہوگی کہ نماز گھر میں ہی پڑھی جائے۔ کرونا کا مریض نہ صرف اپنی بلکہ دوسروں کی جان کے لیے بھی خطرہ ہے۔ اور اگر بیماری اس کی اپنی ہلاکت کا سبب نہ بنے تب بھی اس کی بے احتیاطی کی وجہ سے دوسروں کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے۔ یہ ایک ایسی صورت ہے جس میں ایک شخص کی لاپرواہی یا بے احتیاطی کی وجہ سے اس کی اپنی

یا دوسروں کی موت واقع ہو سکتی ہے جو بظاہر قتل خطا کے مماثل ہے۔ قرآن کریم میں بھی خود کو اپنے ہی ہاتھوں ہلاک نہ کرنے کا حکم ہے[۱۷]

یہ رائے رکھنے والے ان احکام کی روشنی میں موجودہ حالات میں انسانی جان کی حفاظت کی خاطر دوسروں سے اختلاط کو ہر ممکنہ طریقے سے کم رکھنے کو جائز سمجھتے ہیں۔اسی کے ساتھ متعدی امراض میں مبتلا مریضوں سے دور رہنے اور ایسے علاقے میں آنے جانے کی ممانعت کے بارے میں احادیث کو بھی مضبوط دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ بہت سے قرآنی احکام اور احادیث میں تنگی اور مشکل حالات میں رخصت اور وسعت کا حکم دیا گیا ہے اور ان سب کا بنیادی نکتہ انسانی جان کی حفاظت ہی ہے۔ ذیل میں چند متعلقہ احادیث کا حوالہ دیا جاتا ہے؛

متعدی امراض سے بچاؤ:

سیدنا شرید بن سوید ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بنو ثقیف میں سے ایک کوڑھ زدہ آدمی آیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرے، میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک جذام زدہ آدمی آپؐ کی بیعت کرنا چاہتا ہے، آپؐ نے فرمایا: تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ میں نے اس کی بیعت قبول کر لی ہے، وہ وہیں سے واپس چلا جائے۔[۱۸] حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جذام زدہ مریضوں پر زیادہ دیر تک نظر نہ ڈالو اور جب تم ان سے کلام کرو تو تمہارے اور ان کے درمیان ایک نیزے کے برابر فاصلہ ہونا چاہئے۔[۱۹]

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوڑھ کے مریض سے اس طرح فرار اختیار کرو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔[۲۰،۲۱] اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بیمار آدمی کو صحت مند آدمی کے پاس داخل نہ کیا جائے۔''[۲۲]

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''بیمار اونٹ کو تندرت اونٹ کے پاس مت لے جاؤ''[۲۳]

تکلیف کی صورت میں مسجد نہ جانے کا حکم:

بدبودار چیز کھانا: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے لہسن، یا پیاز کھائی ہو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ جائے فرشتوں کو بھی اُن چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔" (متفق علیہ)[۲۴،۲۵]

بارش:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک روایت صحیح اسناد کے ساتھ حدیث کی کئی کتابوں میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مؤذن بارش اور تیز ہوا والی سرد رات میں اعلان کر دیا کرتا تھا کہ "گھروں میں نماز پڑھ لو"۔[۲۶،۲۷،۲۸،۲۹]

ایسی احادیث کی روشنی میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی نے ہر اس فردِ کو جمعہ و جماعت سے معذور قرار دیا ہے جس سے کسی بھی طرح بقیہ نمازیوں کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو جیسے منہ یا زخم کی بدبو والے افراد، قصائی، جذام و برص کے مریضوں پر جمعہ کی نماز لازم نہیں ہے۔[۳۰]

بنو ثقیف کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ اس نے دوران سفر بارش والی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن کو یوں کہتے سنا:

"حي علی الصلاة، حي علی الفلاح، صلوا فی رحالکم" یعنی "اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔"

رسول اللہ ﷺ کے اس عمل کی روشنی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ جمعہ کی نماز کے وقت بارش کے موقع پر اپنے مؤذن سے جب یہ اعلان کروایا تو لوگوں کو تعجب ہوا، گویا انہوں نے اسے پسند نہیں کیا، اس پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وضاحت فرمائی کہ:

> "مجھے معلوم ہے کہ جمعہ لازم اور بہت اہمیت کا حامل ہے، اور تم لوگ جمعے کی اس اہمیت کے پیشِ نظر تیز بارش میں بھی اس مشقت کے باوجود جمعے میں حاضر ہونا واجب سمجھوگے، جب کہ شریعت میں اتنی سختی نہیں ہے، چنانچہ مجھ سے افضل یعنی رسول اللہ ﷺ نے بھی سردی کی راتوں میں بارش کے موقع پر یہ اعلان کروایا ہے، اور یہی رخصت بتانے کے لیے میں نے اعلان کروایا ہے؛ تاکہ تم لوگ کیچڑ میں پھسل نہ جاؤ اور سخت بارش کے موقع پر تکلیف اٹھا کر جماعت میں آنا لازم نہ سمجھو۔"[۳۱]

سفر: قرآن اور سنت میں سفر میں قصر کی نماز پڑھنے پر تو سبھی کا اتفاق ہے جس کی حکمت بھی بظاہر سفر کی تکلیف ہی ہے۔

فتاویٰ دالعلوم دیوبند میں سخت سردی، کسی بیماری کے پیدا ہونے یا بڑھ جانے کا خوف، مال واسباب کی چوری، دشمن کا خوف اور شدید مریض کی تیمارداری کی حالتوں کی بنا پر جماعت میں شامل نہ ہونے کی گنجائش دی گئی ہے۔[۳۲] علماء کرام نے درجہ ذیل انیس ایسے اعذار کا ذکر کیا ہے جس میں جماعت ساقط ہونے کو جائز قرار دیا ہے؛

"۱۔مریض، ۲۔لنگڑا، ۳۔اپاہج، ۴۔جس کا ایک ہاتھ ایک پاؤں الگ الگ جانب کے کٹے ہوں، ۵۔جس کا پاؤں کٹ چکا ہو، ۶۔ فالج زدہ جو چل نہ سکتا ہو، ۷۔بڑھاپے کی وجہ سے (چلنے سے) عاجز، ۸۔ اندھا ۹۔ بارش، ۱۰۔کیچڑ، ۱۱۔سخت سردی، ۱۲۔سخت اندھیرا ۱۳۔تاریک رات میں تیز ہوا سے بھی جماعت ساقط ہو جاتی ہے۔البتہ دن میں ہوا عذر نہیں۔ ۱۴۔جب پیشاب پاخانہ، یا ان میں سے ایک کا شدت سے تقاضہ ہو۔ ۱۵۔اس بات کا خوف ہو کہ جماعت کے لیے گھر سے نکلے تو قرض خوا اسے قرض (کی پاداش) میں قید کر دے گا۔ ۱۶۔ کسی سفر کا ارادہ کرے اور جماعت کھڑی ہو گئی، اور اسے یہ خوف ہو کہ (اگر جماعت سے نماز پڑھے گا تو) قافلہ چلا جائے گا۔ ۱۷۔ کسی مریض کی خدمت کرنے والا ہو۔ ۱۸۔مال کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو۔ ۱۹۔ کھانا لایا گیا اور جماعت کھڑی ہو گئی، جب کہ اس کا جی کھانے کی طرف راغب ہو۔"[۳۳]

فتاویٰ الھندیہ میں کئی فقہی کتب کے حوالے سے جمعہ کی نماز کے ساقط ہونے کا خصوصاً ذکر کیا گیا کہ:

"غلاموں، عورتوں، مسافروں اور مریضوں پر جمعہ واجب نہیں۔ اسی طرح پاؤں سے معذور پر بھی بالاجماع (جمعہ واجب نہیں) اگرچہ اُسے ایسا شخص میسر ہو جو اُسے اُٹھا کر لے جائے۔ اور اندھے پر بھی جمعہ واجب نہیں اگرچہ اسے لے جانے والا مہیا ہو۔ اسی طرح وہ بوڑھا شخص جو ضعیف ہو چکا ہو، مریض کے حکم میں ہے۔ چنانچہ اس پر واجب نہیں۔ سخت بارش اور ظالم بادشاہ سے چھپنا بھی جمعہ کو ساقط کر دیتا ہے۔"[۳۴]

صحیح مسلم کے مشہور شارح و محدث علامہ نووی رحمہ اللہ نے علمائے کرام کا متفقہ مؤقف نقل کیا ہے کہ جو شخص نظر لگانے میں معروف ہو اور لوگوں کو اس کی نظریں لگتی رہتی ہوں تو اسے حاکمِ وقت مسجد میں داخلے سے روک سکتا ہے کیونکہ اس سے پہنچنے والی تکلیف پیاز کی بدبو سے شدید ہے جس سے

ملوث شخص کو نبی کریم نے مسجد میں داخلہ سے روکا ہے اور مجذوم سے پہنچنے والی تکلیف سے بھی زیادہ ہے جیسے حضرت عمرؓ اور بعد کے اسلاف عوامی میل جول سے روکتے تھے۔ البتہ ایسے غریب شخص کی ضروریات اس کی دہلیز تک پہنچانے کا انتظام ہونا چاہیے۔[۳۵] اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ پابندیوں اور قرنطینہ کی صورت میں حکومت وقت کا یہ فرض ہے کہ ایسے حالات میں لاچار اور غریبوں کے لیے گھر پر کھانے کا بندوبست کیا جائے۔

یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ ایسے عمومی عوامل اور حالات ہو سکتے ہیں جن میں مسجد میں نماز ادا نہ کرنے کی گنجائش ہے اسی بنا پر ایسے حالات جن میں انسانی جان کو خطرہ ہو یا اس کو مشقت درپیش ہو تو ان میں رعایت دی گئی ہے۔ اور موجودہ وبا میں تو یہ اجازت دینا زیادہ اہم ہوگا۔

کئی قرآنی آیات اور احادیث سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دین میں ایسی بے جا تکلیف نہیں جس سے انسانی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے بلکہ عمومی طور پر آسانیاں پیدا کرنے کو ترجیح دی گئی ہے۔ ذیل میں چند آیات اور احادیث نقل کی جاتی ہیں؛

(لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا) ترجمہ: "اللہ کسی نفس پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔"[۳۶]

(يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا) ترجمہ: "اللہ تم پر سے پابندیوں کو ہلکا کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔"[۳۷]

(وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيرًا لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ) ترجمہ: "آخر کیا وجہ ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو؟ حالانکہ جن چیزوں کا استعمال حالتِ اضطرار کے سوا دوسری تمام حالتوں میں اللہ نے حرام کر دیا ہے اُن کی تفصیل وہ تمہیں بتا چکا ہے۔ بکثرت لوگوں کا حال یہ ہے کہ علم کے بغیر محض اپنی خواہشات کی بنا پر گمراہ کن باتیں کرتے ہیں، ان حد سے گزرنے والوں کو تمہارا رب خوب جانتا ہے۔"[۳۸]

(وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ) ترجمہ: "اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اُس نے تمہیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے اور دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔"[۳۹]

(فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا) ترجمہ: ”لہٰذا جہاں تک تمہارے بس میں ہو اللہ سے ڈرتے رہو، اور سُنو اور اطاعت کرو۔“[۴۰]

رسول کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں بھی اسی بات کو بیان کی گیا ہے۔ چند احادیث بطور مثال دی جاتیں ہیں:

”آسانیاں پیدا کرو، مشکلیں نہ پیدا کرو، خوشخبریاں دو نفرتیں نہ پھیلاؤ“[۴۱] ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ دین وہ ہے جو سیدھا اور آسان ہو۔“[۴۲] ”بیشک اللہ تعالیٰ رخصت کو اسی طرح چاہتا ہے جس طرح معصیت اور گناہ کو ناپسند کرتا ہے۔“[۴۳] ”تمہارا بہترین دین اس کی آسانی اور سہولت ہے۔“[۴۴]

اور دوسری حدیث میں فرمایا:

”جب میں تمھیں کسی بات کا حکم دوں تو حسب طاقت اس پر عمل کرو۔“[۴۵،۴۶]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

”نبی کریم ﷺ کو جب دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا تو آپ ﷺ نے ان دونوں میں سے آسان تر چیز کو اختیار کر لیا بشرطِ کہ وہ گناہ کی چیز نہ ہو۔ اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ لوگوں میں سب سے زیادہ ان سے دور ہوتے“[۴۷]

ان قرآنی احکامات اور نبوی تعلیمات سے دین کے عمومی مزاج کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

صحت مند افراد کا اختلاط ور اجتماعات میں شرکت: اس بات پر تو سب ہی کا اتفاق ہے کہ بیمار اور نسبتاً کم قوت مدافعت والے افراد (بچے، بوڑھے اور چند دوسری بیماریوں میں مبتلا افراد) مسجد نہ جائیں لیکن ایک انتہائی اہم مسئلہ یہ ہے کے کیا ایسے وبائی حالات میں عام لوگوں پر بھی مسجد میں نہ جانے کا اصول لاگو ہوگا؟ اس معاملے کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی دو احادیث سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے اور اسلام کی دوسری تعلیمات بھی اس میں رہنمائی کرتی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو شخص طاعون زدہ علاقے میں صبر کے ساتھ اپنے گھر میں ٹھہرا رہے اور یہ یقین رکھے کہ اسے صرف وہی مصیبت پہنچے گی جو اللہ نے اس کے لیے لکھ دی ہے تو اسے شہید جیسا اجر ملے گا۔"[۴۸]

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عنقریب بلائیں ظاہر ہوں گی، ان میں بیٹھنے والا کھڑے رہنے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جو ان بلاؤں کو دیکھے گا وہ بلائیں خود اسے دیکھ لیں گی (یعنی اسے اپنی لپیٹ میں لے لیں گی) اور جس شخص کو ان سے پناہ کی جگہ مل جائے وہ پناہ حاصل کرلے۔"[۴۹،۵۰]

عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ:

"میں نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ نجات کی کیا صورت ہے؟ آپؐ نے فرمایا؛ اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر کی وسعت میں مقید رہو اور اپنی خطاؤں پر روتے رہو۔"[۵۱]

ان احادیث میں "بیمار" ہونے کی قید نہیں لگائی گئی بلکہ وبا (فتنے) کی صورت میں یہ ایک عمومی حکم ارشاد فرمایا ہے۔ ان اور اس پہلے بیان کردہ احادیث اور قرآنی تعلیمات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ موجودہ حالات میں مسجد میں نماز باجماعت کے لیے نہ آنا اپنی اور دوسروں کی حفاظت کے لیے ضروری ہے۔

اور آخری حدیث میں نہ صرف گھر میں رہنے بلکہ ساتھ ہی زبان پر کنٹرول (جس میں افواہیں اور غیر مصدقہ اطلاعات نہ پھیلانا بھی شامل ہے)، توبہ و استغفار، گناہوں پر ندامت اور اللہ سے معافی مانگنے کا ذکر بھی ہے جو موجودہ حالات میں ہماری ایک اہم ترجیح ہونی چاہیے۔

آج دنیا کو بہت ہی مشکل صورتحال کا سامنا ہے۔ یہ وائرس طاعون اور جذام کے کے مقابلے میں نہ صرف بہت تیزی سے پھیلتا ہے بلکہ صحت کی بہترین سہولیات کے باوجود شدید مریضوں کی موت کا امکان بہت زیادہ ہوتا ہے۔ پس ان احادیث کی روشنی میں موجودہ حالات کو عام لوگوں کے لیے مسجد میں نہ جانے کا سبب قرار دیا جاسکتا ہے۔ بہتر طریقہ یہی ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں باجماعت نماز کا انتظام کریں اور اپنی خواتین اور بچوں کو بھی اس میں شرکت کی ترغیب دیں۔

قرآن حکیم کی سورۃ النمل میں سلیمان علیہ السلام اور چیونٹیوں کی گفتگو سے بھی اہم سبق ملتا ہے۔ ارشاد ہے:

(حَتَّى إِذَا أَتَوْا عَلَى وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ) ترجمہ: ی ''ہاں تک کہ وہ چیونٹیوں کے میدان میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے (دوسری چیونٹیوں سے) کہا کہ چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں کچل ڈالے اور انہیں خبر نہ ہو۔''[۵۲]

اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے لکھا ہے کہ ''اس میں یہ حکمت بیان کی گئی ہے کہ چیونٹیوں کو اللہ تعالیٰ نے اجتماعیت کا شعور بخشا ہے اور جب سلیمان (علیہ السلام) کے اس وادی کے قریب آنے پر ایک چیونٹی نے کہا: [اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں داخل ہو جاؤ] تو اس سے معلوم ہوا کہ اس بظاہر حقیر سی مخلوق کا ایک فرد اپنی ساری قوم کے لیے فکر مند ہے اور انھیں بچنے کی تدبیر سے آگاہ کر رہا ہے۔ یہ زندہ قوموں کی علامت ہے۔''[۵۳]

اس میں ہمارے لیے کئی سبق ہیں:

۱۔ ایسے حفاظتی اقدامات کا شعور جو زندگی کو خطرے سے محفوظ رکھنے کے لیے اٹھانے چاہئیں۔

۲۔ انسان بے خبری میں ایسا قدم اٹھا سکتا ہے کہ وہ دوسروں کی تکلیف یا موت کا باعث بن جائے۔

۳۔ خطرے کے ایسے موقعوں پر ارباب اختیار کو حفاظتی اقدامات کا حکم دینا چاہیے۔

۴۔ خطرناک حالات میں عام لوگوں کو اپنے گھروں میں بیٹھنا چاہیے۔

فقہ میں تدارک کی اقدامات کو سدّ ذرائع کہتے ہیں۔ موجودہ صورت حال میں کسی فیصلہ پر پہنچنے کے لیے سدّ ذرائع کے ساتھ ضرر اور دوسرے متعلقہ قاعدوں کا خیال بھی رکھنا ضروری ہوگا۔ ذیل میں ان کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

سدّ ذرائع:

ذریعہ لغت میں وسیلہ وسبب کو کہتے ہیں، اصطلاح میں ''سدّ ذریعہ'' یہ ہے کہ مفسدہ (برے اور گناہ کے کام) کو اس کے کرنے سے پہلے روک دیا جائے۔ اس میں وہ جائز کام نہ کرنا بھی شامل ہے جو خود ٹھیک ہو لیکن فساد کا موجب بنے[۵۴] اور ''ذریعہ'' وہ چیز ہے جس کے ذریعے اس ممنوع چیز تک پہنچا جائے جو کسی نقصان پر مشتمل ہو۔[۵۵]

قرآن مجید میں زنا کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا)[۵۶] ترجمہ: ''اور زنا کے قریب نہ پھٹکو، وہ بہت برا فعل (کھلی بے حیائی) ہے اور بڑا ہی برا راستہ۔'' یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ زنا مت کرو بلکہ فرمایا گیا اس کے قریب بھی مت جاؤ، یعنی جو کام اور افعال زنا کے قریب لے جانے والے ہوں ان سے بھی اجتناب کرو کیونکہ یہ بالآخر زنا پر ہی منتج ہوتے ہیں۔ اسی بات کو رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے آنکھوں کا زنا دیکھنا، کانوں کا سننا، زبان کا بولنا، ہاتھوں کا پکڑنا اور پاؤں کا زنا جانا ہے۔[۵۷] پس ''سدّ ذرائع'' وہ بنیادی تدارک کی اصول ہے جس کے تحت ان جائز کاموں سے بھی اجتناب ضروری ہو جاتا ہے جو بالآخر بگاڑ یا فساد کا سبب بنیں۔ ضرر سے بچنے کے لیے ایسی تدارک کی تدابیر اختیار کرنے کو ''سدّ ذرائع'' کہتے ہیں۔

ضرر:

اس اصول کے تحت چند بنیادی فقہی قواعد ہمارے موضوع سے متعلق ہیں۔ مثلاً ''نہ ضرر پہنچے اور نہ پہنچایا جائے''[۵۸]، ''جب کوئی مشکل پیدا ہو جائے تو اس میں آسانی دی جائے گی۔''[۵۹]، ''ضررِ عام کو دُور کرنے کیلئے ضررِ خاص کو برداشت کیا جائے گا۔''[۶۰]، اور ان کے ساتھ ''مفاسد کا دفع کرنا منفعت (فائدہ) کے حصول سے اولیٰ (زیادہ بہتر، مقدّم) ہے۔'' کا قاعدہ۔[۶۱] موجودہ صورت حال میں اگر ان تمام قواعد کو بھی پیش نظر رکھیں تو فیصلہ کرنے میں آسانی پیدا ہو سکتی ہے۔

شک، ظن، ظن غالب اور یقین:

یہ کیفیات بھی شرعی فیصلے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور اس کا فیصلہ بیماری لگنے کے خوف کے تعین پر ہی کیا جائے گا۔ خوف کے درجہ کا تعین فیصد کے اعتبار سے نہیں کیا جا سکتا۔ ایک ہی صورتحال مختلف افراد میں مختلف درجے کا خوف پیدا کر سکتی ہے۔

شرعی اَحکام میں وہ خوف معتبر ہے جو ظنِ غالب کا فائدہ دے، مثلاً کسی مرگی کے مریض کو تجربہ سے یہ بات معلوم ہو کہ روزہ رکھنے سے اسے مرگی کے دورے پڑتے ہیں تو اس کے لیے دورے پڑنے کے خوف سے روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہوگی۔ علامہ ابن عابدین نے کسی مرض میں غلبۂ ظن کے حصول کے تین طریقے متعین کیے ہیں: ۱۔ کسی علامت سے، ۲۔ تجربے سے، یا ۳۔ ماہر مسلمان دِین دار طبیب کے قول سے۔[۶۲]

ایک حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ''خوف اور بیماری'' کو مسجد میں نہ جانے کا عذر بیان فرمایا ہے۔[۶۳] ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو بھی ہماری مسجد یا بازار میں نیزہ لیکر

گزرے تو وہ اس کے پھل سے پکڑ لے تاکہ کسی مسلمان کو زخمی نہ کر دے۔"[64،65] یہ نیزے سے زخمی ہونے کا خوف ہی ہے جس کی وجہ سے اس ممانعت کا حکم دیا گیا ہے۔

اوپر بیان کردہ کئی صورتوں کے مقابلے (جن میں مساجد میں نہ جانے کا عذر بیان ہوا ہے) میں کورونا وائرس کا معاملہ کہیں زیادہ سنگین ہے۔ پورے ملک بلکہ دنیا میں عمومی طور پر خوف کی فضا ہے۔ طبّی تحقیق سے یہ بات مسلّم ہے کہ وائرس سے آلودہ ہاتھ، کھانسی، چھینک اور تھوک سے یہ دوسروں کو منتقل ہو سکتا ہے۔ لہٰذا بیان کردہ تفصیل کی روشنی میں وائرس کی دوسرے شخص کو منتقلی ظن غالب کے درجہ میں شمار ہوگی۔ چونکہ بیماری کی علامات وائرس لگنے کے کئی دن بعد پیدا ہوتی ہیں اور اس دوران بظاہر صحت مند انسان بھی متعدد افراد کو وائرس منتقل کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے، اس لیے وبا کی اس حالت میں ہر شخص مسجد میں حاضری سے معذور سمجھا جا سکتا ہے۔

خلاصۂ بحث:

بیماری کے موجودہ خطرناک رفتار سے پھیلاؤ اور بظاہر صحت مند افراد (جن کو بیماری کی کوئی علامات نہ ہوں) میں بھی وائرس کی موجودگی، اب ایک مسلّمہ طبّی حقیقت ہے۔ خون کے ٹیسٹ (جس کو پی سی آر کہتے ہیں) کے بغیر بدن میں زندہ جراثیم کی موجودگی معلوم کرنے کا کوئی دوسرا معتبر اور یقینی ذریعہ نہیں ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ٹیسٹ فوری طور پر نہیں ہوتا بلکہ نتیجہ آنے میں کئی دن لگ سکتے ہیں اور اس کے بعد ہی کافی حد تک یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ جسم میں وائرس نہیں ہے۔ عام طور پر صحت مند لوگوں میں یہ ٹیسٹ نہیں کیا جاتا۔ اور اس لیے بظاہر صحت مند شخص سے بھی یہ مرض کسی دوسرے کو لگ سکتا ہے اور اسے بیماری میں مبتلا کر سکتا ہے جو شدید صورت بھی اختیا کر سکتی ہے۔

بیماری کی ہولناکی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ بیماری اب دنیا کے تمام ممالک میں پھیل چکی ہے۔ تادم تحریر اس وبا سے اکیس کروڑ سے زیادہ افراد بیماری میں مبتلا ہوئے ہیں اور چوالیس لاکھ سے زیادہ افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں[66]۔ دنیا کے مالدار ترین اور صحت کی بہترین سہولیات اور مادی وسائل کے باوجود امریکہ اور یورپ جیسے ترقی یافتہ ممالک بھی اس کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ کئی ممالک کے سربراہ اور وزراء احتیاط کے باوجود اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

آپس کے اختلاط میں کمی اور ''سماجی دوری'' (Social Distancing) ہی اس کے پھیلاؤ کو روکنے کا موئثر اور یقینی ذریعہ ہے۔ یہی عملی قدم اب تک اس کے تدارک میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ثابت ہوا ہے، جس سے مرض کو کافی حد تک کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

اسلام اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ اگر مکمل معلومات نہ ہوں تو متعلقہ شعبہ کے اہل علم سے رہنمائی حاصل کرو۔ قرآن کریم میں ارشادِ خداوندی ہے: (فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ)[٦٧] ترجمہ: ''اگر تمہارے پاس علم نہیں ہے تو اہل الذکر (متعلقہ شعبہ کے ماہرین) سے پوچھ لو۔'' اسی طرح حدیث میں بغیر علم کے علاج اور اس سے متعلق فیصلے کرنے کے حوالے سے فرمایا گیا ہے کہ: ''جس نے بھی کسی مریض کا علاج کیا جبکہ وہ طب کا علم نہیں جانتا تھا تو وہ اس (کے پیش آمدہ نتائج) کا ذمہ دار ہوگا۔''[٦٨]

پس ایسی خطرناک صورتحال میں یہ بات حق بجانب بلکہ ضروری ہے کہ موجودہ سائنسی اور طبّی تحقیقات کے مطابق بیماری کی نوعیت اور بیان کردہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم یہ نتیجہ اخذ کریں کہ نہ صرف ہر قسم کے اجتماعات پر پابندی لگائی جائے بلکہ مسجدوں میں بھی عام لوگوں کے لیے نماز با جماعت ادائیگی کے لیے علماء کرام اور حکومت کی باہمی مشاورت سے منظور شدہ تدابیر (SOPs) کو مکمل طور پر نافذ کیا جائے تاآنکہ اللہ تعالیٰ اپنا کرم فرما کر اس وبا سے ہمیں چھٹکارا دلا دے۔

دوسرا اہم پہلو جو بحیثیت مسلمان کسی صورت بھی ہماری نظروں سے اوجھل نہیں رہنا چاہیے یہ ہے کہ اسباب اختیار کرنا سنت ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ حتمی فیصلہ مسبّب الاسباب ہی کرتا ہے اور وبا سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے مسنون دعاؤں کا اہتمام بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اسباب اختیار کرنا۔

انسانی تاریخ کا یہ انتہائی مشکل وقت اس بات کا متقاضی ہے کہ تمام مسلمان اللہ کی طرف رجوع کریں، اپنے اعمال کو اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کے تابع بنائیں، صدقِ دل سے توبہ و استغفار کریں اور ایسے موقع پر علماء کرام کی بتائی ہوئی مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ عام لوگ اور خصوصاً علماء کرام آگے بڑھ کر اس آفت کے ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں اور ان تمام طریقوں کو اپنائیں جن پر طبّی ماہرین کا اتفاق ہے۔ اس کام میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں اور اس کی ہر طرح سے مدد کریں۔ اللہ نہ کرے کہ یہ وبا ایسی شکل اختیار کر جائے جس سے اتنی اموات واقع ہوں کہ مسجدیں بھی ویران ہو جائیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حواشی و حوالہ جات:

1 Rachel M. Burke, Claire M. Midgley, Alissa Dratch, et al Center Of Deseases Control And Prevention(CDC), Weekly /March 6, "Active Monitoring of Persons Exposed to Patients with Confirmed COVID-19 — United States, January–February 2020", source link: https://www.cdc.gov/mmwr/volumes/69/wr/mm6909e1.htm?s_cid=mm6909e1_w

2 https://www.who.int/emergencies/diseases/novel-coronavirus-2019/advice-for-public

۳. المائدة(۵):۳۲ Al Maidah 5:32

٤. ابن ماجه، محمد بن يزيد أبو عبدالله القزويني، "السنن"، كتاب الفتن، حديث:۳۹۳۲، دار الرسالة العالمية، بيروت،لبنان، ۱۴۳۰ھ -۲۰۰۹ء

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid Abu Abdullah Al Qazwini, Al Sunan, Kitab Al Fitan, Hadith:3932, Dar Al Risalah Al Alamiah, Beirut, Lebanon, 2009 AD

۵. بيهقى، أحمد بن الحسين بن علي، "شعب الايمان"، باب:تحريم النفوس والجنايات عليها، حديث:۴۹۶۰، مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض ، ۱۴۲۳ھ — ۲۰۰۳

Behiqi, Ahmad Bin Al Hussain Bin Ali, Shoab Al Iman, Baab Tahreem Al Nufoos Wal Janayat Alaieha, Hadith:4960, Maktabatur Rasheed Linahshr wa Al Tauzeea Bil Riyaaz

٦. محمود احمد غازی، "قواعد کلیّہ اوران کا آغاز و ارتقا، قواعد کلیّہ کا موضوعاتی مطالعہ"، ص۱۰۲، شریعہ اکیڈمی اسلام آباد، ۲۰۱۴ء

Mahmood Ahmad Ghazi, Qawaid Kulliyah aur Unka Aghaz wa Irtiq, Qawaid Kulliyah ka Mozooaati Mutalaa, p.102, Shariah Academy, Islamabad, 2014 AD

۷. محمد نعمان، "قواعد الفقہ"، ص۱۱۶، ادارہ المعارف، کراچی، ۲۰۱۴ء

Muhammad Nauman, Qawaid Al Fiqh, p.116, Idarah Al Maarif, Karachi, 2014 AD

۸. یضاً Ibid.

۹. قواعد کلیہ اوران کا آغاز وارتقا، ص۱۱۳ Qawaid Kulliyah aur Unka Aghaz wa Irtiq, p.113

۱۰. ایضاً، ص۱۰۱ Ibid. p.101

۱۱. النساء (۴):۱۰۲ Al Nisa 4:102

۱۲. البقرة (۲):۱۱۴ Al Baqarah 2:114

۱۳. الرازي، محمد بن عمر بن الحسن، "مفاتيح الغيب" (التفسير الكبير)، ۴/۱۲، دار إحياء التراث العربي ، بيروت، ۱۴۲۰ھ

Al Razi, Muhammad Bin Umar Bin Al Hasan, Mafatih Al Ghaib (Al Tafseer Al Kabir), Vol.4, p.12, Dar Ihyah Alturath Al Arabi, Beirut, 1420H

۱٤. یوسف کاندھلوی، "حیاۃالصحابہ"، ۲/۱۶۲، مکتبۃالحسن

Yousuf Kandhelvi, Hayat Al Sahaba, Vol.2, p 162, Maktabatul Hasan

۱٥. البقرة (۲):۲۳۹ Al Baqarah 2:239

۱٦. البقرة (۲):۱۷۳ Al Baqarah 2:173

۱۷. البقرة (۲):۱۹٥، النساء(۴):۲۹ Al Baqarah 2:195, Al Nisa 4:29

۱۸. ابن حنبل، أحمد بن حنبل، "مسند"، ت:شعيب الأرنؤوط، ۳۲/۲۲۲، حديث:۱۹۴۷۴، مؤسسة الرسالة، بيروت، ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء

Ibn Hanbal, Ahmad Bin Hanbal, Musnad, Shoaib Al Arnaout, Vol.32 p.222, Hadith:19474, Muassasah Al Risalah, Beirut, 1420H, 1999 AD

۱۹. ایضاً، حدیث:۵۸۱، ۲/۲۰ Ibid. Hadith:571, Vol.2, p.20

۲۰. بخاري، محمد بن إسماعيل، "الجامع الصحيح المختصر"(صحيح بخاري)، كتاب الطب، باب الجذام، ۵/۲۱۵۸، حديث:۵۳۸۰ ، دار ابن كثير، اليمامة – بيروت، ۱۴۰۷ھ – ۱۹۸۷ء

Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Al Jamea Al Sahih Al Mukhtasar (Sahih Bukhari), Kitab Al Tibb, Bab Al Juzam, Vol.5, p.2158, Hadith:5380, Dar Ibn Katheer, Al Yamamah, Beirut, 1407H, 1987 AD

۲۱. مُسند أحمد , ۱۵/۴۴۹، حديث:۹۷۲۲

Musnad Ahmad, Vol.15, p.449, Hadith:9722

۲۲. أیضاً، ۱۵/۱۴۹، حدیث:۹۲۶۳ Ibid., Vol.15, p.149, Hadith:9643

۲۳. صحيح مسلم، كتاب السلام، باب لا عدوى ولا طيرة ولا هامة ولا صفر ولا نوء ولا غول ولا يورد ممرض على مصح، ۷/۳۱، حديث:۵۹۲۳

Sahih Muslim, Kitab Al Salam, Bab La Adwa wa Teayaratah Wa La Hammah Wa La Safara Wa La Nau Wa La Ghola Wa La Yurid Mumariz Alaa Masahin, vol.7, p.31, Hadith: 5923

۲۴. صحيح بخاري، كتاب صفة الصلاة ، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ۱/۲۹۲، حديث:۸۱۷

Sahih Bukhari, Kitab Sifat Al Salat, Baab Ma Jaa'a Fi Al Thaumi Al Naiyea Wa al Basl, Wa Al Karath, vol.1, p.292, Hadith:817

۲۵. صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب نهى من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها عن حضور المسجد، ۲/۸۰، حديث:۱۲۸۱

Sahih Muslim, Kitab Al Masajid, Bab Naha Mun Akala Thauman Aau Basalan Aau Karathan Aau Nahwaha Un Huzur Al Masjid, Vol.2, p.80, Hadith:1281

۲۶. أيضاً، كتاب صلاة المسافرين، باب الصلاة فى الرحال فى المطر، ۲/۱۴۷، حديث:۱۶۳۲

Ibid., Kitab Salat Al Musafirin, Bab Al Salat Fi Al Rihal Fi Al Matar, Vol. 2, p.147, Hadith:1632

۲۷. ابن ماجه، محمد بن يزيد، ت:فواد عبد الباقي، "السنن"، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب الجماعة في الليلة المطيرة، ۱/۳۰۲، حديث:۹۳۶، دار الفكر-بيروت

Ibn Majah, Muhammad Bin, Yazid, Tahqeeq:Fawad Al Baqi, Al Sunan, Kitab Iqamat Al Salat Wa Al Sunnatu Feeha, Bab Al Jama'ah Fi Al Lailatu Al Matirah, Vol.1, p.302, Hadith:936, Dar Al Fikr, Beirut

۲۸. أبو داود، سليمان بن الأشعث السجستاني,"السنن"، كتاب الصلاة، باب التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة [أو الليلة المطيرة]، ۱/۳۴۶، حديث:۱۰۶۱، ۱۴۳۰هـ- ۲۰۰۹ ء، الرسالة العالمية، بيروت

Abu Daud, Suleiman Bin Al Ashaath Al Sajistani, Al Sunan, Kitab Al Salat, Bab Al Takhaluf Un Al Jama'ah Fi Al Lailati Al Barida [Aau Al Lailatu Al Matirah], Hadith:1061, 1430H, 2009 AD., Al Risalah Al Alamaiyah, Beirut

۲۹. النسائي، أحمد بن شعيب النسائي، "السنن"، ۲/۳۴۲، حديث:۶۵۲، ۱۴۲۰هـ، دار المعرفة ببيروت

Al Nasai, Ahmad Bin Shoaib Al Nasai, Al Sunan, Vol.2, p.342, Hadith:652, 1420H, Dar Al Marifah, Beirut

۳۰. ابن عابدين، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز،" رد المحتار على الدر المختار"، ۱/۶۶۱، ۱۴۱۲هـ - ۱۹۹۲ء، دار الفكر-بيروت

Ibn Abidin, Muhammad Ameen Bin Umar Bin Abdul Aziz, Raddul Muhtar Alaa Al Durar Al Mukhtar, Vol.1, p.661, 1412H, 1992 AD., Dar Al Fikr, Beirut

۳۱. صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين ، باب الصلاة في الرحال في المطر، ۲/۱۴۷، حديث:۱۶۳۷

Sahih Muslim, Kitab Salat Al Musafirin, Bab Al Salat Fi Al Rihal, Fi Al Matar, Vol.2, p.147, Hadith:1637

۳۲. *مجلس علماء دیوبند ہند، "فتاویٰ دارالعلوم دیوبند"، فتویٰ: "سخت سردی، بارش، بیماری یا خوف میں باجماعت نماز کے لیے مسجد جانے کی رخصت"، فتویٰ نمبر ۸۰-۱۱۷۹*

Majlis Ualama Deoband Hind, Fatawa Darul Uloom Deoband, Fatwa:"Sakht Sardi, Barish, Bimari, ya Khauf Mein Bajamaat Namaz Kay Liye Masjid Janay Ki Rukhsat", Fatwa Number:1179-80

۳۳. مجلس العلماء الهند، "الفتاوىٰ الهندية"، الباب الخامس فی الامامة، ۱/۸۳، دارالفكر، بيروت

Majlis Al Ulama Al Hind, Al Fatawa Al Hindiyah, Al Bab Al Khamis Fi Al Imamah, vol.1, p.83, Dar Al Fikr, Beirut

۳٤. الفتاوىٰ الهندية ، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ۱/۱۴۴

Al Fatawa Al Hindiyah, Al Bab Al Sadish Ashar Fi Salat Al Juma'a, vol.1, p.144

۳۵. النووي ,أبو زكريا يحيى بن شرف بن مري، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، ۱۴/۱۷۳، الطبعة الثانية، ۱۳۹۲هـ، دار إحياء التراث العربي – بيروت

Al Nawavi, Abu Zakariyah Yahya Bin Sharaf Bin Maree, Al Minhaj Sharh Sahih Muslim Bin Al Hajjaj, vol.14, p.173, Al Taba Al Thaniyah, 1392H, Dar Ihya Al Turath Al Arabi, Beirut

۳٦. البقرة (۲):۲۸۶ Al Baqarah 2:286

٣٧. النساء(٤):٢٨ Al Nisa 4:28

٣٨. الأنعام(٦):١١٩ Al Ana'am 6:119

٣٩. الحج(٢٢):٧٨ Al Hajj 22:78

٤٠. التغابن(٦٤):١٦ Al Taghabun 64:16

٤١. صحيح بخاري، كتاب العلم، باب ما كان النبي صلى الله عليه و سلم يتخولهم بالموعظة والعلم كي لا ينفروا، ١/٣٨، حديث:٦٩

Sahih Bukhari, Kitab Al Ilm, Bab Ma Kana Al Nabi (S.A.W.) YataKhawaluhum Bil Mauezati Wa Al Ilm Kai La Yanfiru, Vol.1, p.38, Hadith:69

۴۲. أيضاً، كتاب الإيمان، باب الدين يسر، ١/٢٢، حديث:٣٨

Ibid., Kitab Al Iman, Bab Al Din Yasir, Vol.1, p.22, Hadith:38

۴۳. مسند أحمد بن حنبل، ٤/١٦، حديث:٢١٠٧

Musnad Ahmad Bin Hanbal, vol.4, p.16, Hadith:2107

۴۴. أيضاً، ٣٤/٢٦٩، حديث:٢٠٦٦٩ Ibid., Vol.34, p.269, Hadith:20669

۴۵. صحيح بخاري، كتاب الصوم، باب صوم شعبان، حديث:١٨٦٩، ٢/٦٩٥

Sahih Bukhari, Kitab Al Saum, Bab Saumi Shaban, vol.2, p.695, Hadith: 1869

۴٦. صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين، باب أمر من نعس فى صلاته أو استعجم عليه القرآن أو الذكر بأن يرقد أو يقعد حتى يذهب عنه ذلك، ٢/١٨٩، حديث:١٨٦٩

Sahih Muslim, Kitab Salat Al Musafirin, Bab Amr Mun Na'asa Fi Salatihi Aau Ista'ajama Alaiehi Al Quran Aau Al Zikr Bi Aaeein Yarqada Aau Yaqa'ada Hattaa Yazhaba Unhu Zalik, Vol.2, p.189, Hadith:1869

٤٧. صحيح بخاري، كتاب المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه و سلم، ٣/١٣٠٦، حديث:٣٣٦٧

Sahih Bukhari, Kitab Al Manaqib, Bab Sifat Al Nabi (S.A.W.), Vol.3, p.1306, Hadith:3367

٤٨. مسند أحمد، ٤٣/٢٣٥، حديث: ٢٦١٣٩

Musnad Ahmad, vol.43, p.235, Hadith:26139

۴۹. صحيح بخاري، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ٣/١٣١٨، حديث:٣٤٠٦

Sahi Bukhari, Kitab Al Manaqib, Bab Alamat Al Nabuwah Fi Al Islam, Vol.3, p.1318, Hadith:3406

۵۰. صحيح مسلم، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب نزول الفتن كمواقع القطر، ٨/١٦٨، حديث:٧٤٢٩

Sahih Muslim, Kitab Al Fitan wa Ashrati Al Sa'at, Bab Nuzul Al Fitan Ka Mawaqie Al Qatar, Vol.8, p.168, Hadith:7429

٥١. محمد بن عيسى، "سنن الترمذي"، كتاب الزهد، باب ما جاء في حفظ اللسان، ٤/٦٠٥، حديث:٢٤٠٦

Muhammad Bin Isaa, Sunan Al Tirmidhi, Kitab Al Zuhud, Bab Ma Ja'aa Fi Hifz Al Lisan, Vol.4, p.605, Hadith:2406

٥٢. النمل(١٨):٢٧ Al Namal 18:27

٥٣. حافظ عبدالسلام، "تفسیر القرآن الکریم"، سورۃ النمل آیت ۲۷
Hafiz Abd Al Salam, Tafseer Al Quran Al Kareem, Surat Al Namal Ayat 27

٥٤. الشاطبی ، ابراهیم بن موسیٰ، " الموافقات"، ١٩٩٧ء، ٥/١٤٤، دار ابن عفان، مصر
Al Shatibi, Ibrahim Bin Musa, Al Mawafiqaat, vol. 5, p.144, 1997 AD, Dar Ibn Affan, Egypt

55. وهبة الزحیلی، "الوجیز فی الاصول الفقه"،١٩٩٩ء، دارالفکر، دمشق، ص١٠٨
Wahbatu Al Zuheili,Al Wajeez Fi Al Usul Al Fiqh, p.108, 1999 AD, Dar Al Fikr, Damascus, Syria

٥٦. بنی اسرائیل(الاسراء)(١٧):٣٢ Bani Israel (Al Asra) 17:32

٥٧. صحیح مسلم ، کتاب القدر، باب قدر علی ابن آدم حظه من الزنی وغیره، حدیث:٤٩٢٥، ٨/٥٢
Sahih Muslim, Kitab Al Qadar, Bab Qadar Alaa Ibn Adam Hazzuhu Min Al Zina Wa Ghairihi, vol.8, p.52, Hadith:4925

٥٨. سنن ابن ماجه، ص ٤٣٠، حدیث: ٢٣٤٠ Sunan Ibn Majah, p.430, Hadith:2340

٥٩. مجلّہ الاحکام، توضیح المرام (اردو شرح)، باب المقالۃ الثانیہ فی بیان القواعد الفقہیہ، ۲۰۱۶ء، مکتبہ رشیدیہ، نوشہرہ، ۱/۳۹
Majjalah Al Ahkam, Tauzeeh Al Muram (Urdu Sharh), Bab Al Maqalatu Al Thaniyah Fi Bayan Al Qawaid Al Fiqhiyah, vol.1, p.39, 2016 AD., Maktabah Rasheediyah, Noshehra

٦٠. ایضاً، ۱/۴۴ Ibid. vol.1, p.44

٦١. ایضاً، ۱/۴۶ Ibid. vol.1, p.46

٦٢. ابن عابدین الشامي، ''رد المحتار''، ٢/٤٢٢، دارالفکر بیروت، ١٩٩٢ء
Ibn Abideen Al Shami, Rad Al Muhtar, Vol.2, p.422, 1992 AD., Dar Al fikr, Beirut

٦٣. سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب التشدید في ترك الجماعة، ١/٤١٣، حدیث:٥٥١
Sunan Abi Daud, Kitab Al Salat, Bab Al Tashdeed Fi Tark Al Jama'a, vol.1, p.413, Hadith:551

٦٤. صحیح بخاری،کتاب الفتن ، باب قول النبي صلى الله علیه و سلم (من حمل علینا السلاح فلیس منا)، ٦/٢٥٩٢، حدیث:٦٦٦٤
Sahih Bukhari, Kitab Al Fitan, Bab Qaul Al Nabi (S.A.W.) (Man Hamala Alaeina Alsilah Fa Laisa Minna), vol.6, p.2592, Hadith:6664

٦٥. صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والآدب، باب أمر من مر بسلاح فی مسجد أو سوق أو غیرهما من المواضع الجامعة للناس أن یمسك بنصالها، ٨/٣٣، حدیث:٦٨٣١

Sahih Muslim, Kitab Al Bir Wa Al Silatu Wa Al Adaab, Bab Amr mun Murra Bi Silahin Fi Masjidin Aau Sooqin Aau Ghairihima Min Al Mawazea Al Jameatu Linnas Aaein Yamsika BiniSaliha, vol.7, p.33, Hadith:6831

٦٦. https://www.worldometers.info/coronavirus/

٦٧. النحل (۱۶):۴۳ Al Nahl 16:43

٦٨. سنن ابی داود، کتاب الدیات، باب فیمن تطبب ولا یعلم منه طب فأعنت، ۴/۳۲۰، حدیث: ۴۵۸۸

Sunan Abi Daud, Kitab Al Diyaat, Fi Mun Tatabbaba wa la Yalamu Minhu Tibbun Fa Aa’nat, vol.4, p.320, Hadith:4588